بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

شریعت کی ابدیت

سید جلال الدین عمری

بعض لوگوں کا خیال ہے اور اس خیال کو مختلف حلقوں سے اسلوب بدل بدل کر پیش کیا جاتا رہتا ہے کہ شریعت ایک خاص وقت اور ماحول میں نازل ہوئی تھی۔ اب وہ دور اور حالات باقی نہیں رہے اور ہمیں ایک نئی صورت حال کا سامنا ہے اس لئے شریعت کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس میں مناسب اصلاح اور ترمیم نہیں کی گئی تو وہ دورِ جدید کی ضرورتوں کا ساتھ نہیں دے سکے گی اور امت کے لئے موجودہ پستی سے نکلنا ممکن نہ ہوگا۔ بعض لوگ یہ بات کھل کر تو نہیں کہتے لیکن اپنی اس خواہش میں مضطرب اور بے چین ضرور نظر آتے ہیں کہ شریعت کو کسی نہ کسی طرح دورِ جدید سے ہم آہنگ کر کے دکھائیں تاکہ شریعت کا نام لینے والوں کو یا کم از کم خود ان کو اس کی ناموزونیت سے پشیمانی نہ اٹھانی پڑے۔ اس کے لئے انہیں شریعت کی ایسی تعبیر و تفسیر کرنے میں بھی تامل نہیں ہوتا جو زبان و بیان، اس کی مستند تشریحات اور امت کے تعامل سے کسی طرح میل نہیں کھاتی۔

ان خیالات کا تعلق شریعت کے کسی خاص مسئلہ سے نہیں بلکہ خدا کی شریعت جتنی وسیع و ہمہ گیر ہے ان کا دائرہ بھی اتنا ہی وسیع و ہمہ گیر ہے کسی کو اس کے نظام عبادت میں نقص نظر آتا ہے، کوئی اس کی معاشرت کو بدلنا چاہتا ہے، کسی کو اس کی تہذیب و ثقافت میں رفوگری کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، کوئی اس کی معاشی تعلیمات میں پیوند کاری کا مشورہ دیتا ہے، کوئی اس کے حدود و تعزیرات کی دہشت و بربریت دور کرنا چاہتا ہے۔ اگر ان سب خیالات کو ایک خاص

ترتیب سے یکجا کر دیا جائے تو اس کی ایسی بھیانک تصویر بنے گی کہ اس کی طرف شوق و رغبت سے بڑھنے کی جگہ آدمی اس سے دور بھاگے گا بلکہ اسے اس میں بھی شک و شبہ ہونے لگے گا کہ وہ واقعتاً خدائے رب العزت کی طرف سے آئی بھی ہے یا نہیں؟

ان خیالات کا اظہار اسلام کے کسی منکر یا مخالف کی طرف سے ہو تو اسے شریعت کی معنویت سمجھائی جا سکتی ہے اور وقت ضرورت کسی نہ کسی درجہ میں اس کی کوشش ہوتی بھی رہتی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات بعض اوقات ان لوگوں کی طرف سے سامنے آتے ہیں جو خود کو اسلام کے ماننے والے اور اس کے ہمدرد و بہی خواہ کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، حالانکہ جس شخص کو یہ یقین ہو کہ شریعت کسی انسان کی تصنیف کردہ نہیں بلکہ خدا کی اتاری ہوئی ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی کی طرف سے اس کی تشریح و توضیح کی ہے وہ کبھی بھی ان خیالات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ یہاں ہم یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کو کس حیثیت سے پیش کیا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً تین ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے صاف و صریح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ	دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ	پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام
دِیْنًا (مائدہ: ۳)	کو دین کے طور پر میں نے پسند کر لیا۔

آیت میں 'دین' کا لفظ آیا ہے جس میں شریعت بھی داخل ہے بلکہ بعض احکام شریعت کے سیاق و سباق ہی میں یہ آیت آئی ہے۔ اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ شریعت ہر پہلو سے مکمل ہو چکی ہے۔ اب نہ تو کوئی نئی شریعت آئے گی اور نہ اس میں قیامت تک کسی قسم کا حذف و اضافہ اور ترمیم و تنسیخ ہو گی۔ یہ ختم نبوت کی بھی دلیل ہے اس لئے کہ شریعت میں چھوٹی یا بڑی کوئی بھی تبدیلی پیغمبروں ہی کے ذریعہ آتی ہے۔ جب ایک ابدی شریعت آگئی تو کسی نئے پیغمبر کی ضرورت

بھی باقی نہیں رہی۔ اب شریعت میں کسی حذف و اضافہ کا مطلب صرف یہی نہیں ہوگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ ختم نبوت کو نہ مانا جائے بلکہ یہ خود کو مقام نبوت پہونچانے کے مترادف بھی ہوگا۔

اس آیت کی حافظ ابن کثیرؒ نے بڑی عمدہ اور پُر معنی تشریح کی ہے یہاں اس کا خلاصہ ہم اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے اس کے لئے اپنے دین کو اس طرح مکمل کر دیا کہ اب اسے کسی دین کی اور اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پیغمبر کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا اور سارے ہی جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ لہٰذا حلال صرف وہ ہے جسے آپ نے حلال ٹھہرایا اور حرام صرف وہ ہے جسے آپ نے حرام کہا۔ دین بس وہ ہے جو آپ نے بتایا جس بات کی بھی آپ نے خبر دی وہ حق ہے اور سچی ہے۔ اس میں نہ جھوٹ ہے اور نہ اس کے واقع ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا تو گویا اس امت پر اپنی نعمت بھی مکمل کر دی۔ لہٰذا اسے اس نعمت پر خوش اور مطمئن ہونا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں آیت میں دین سے مراد اسلام ہے۔ اللہ نے اپنے نبی اور مومنوں کو اس میں بتایا ہے کہ اس نے ان کے ایمان کو مکمل کر دیا۔ اب اس میں انھیں کسی اضافہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس نے اسے مکمل کر دیا اب اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کرے گا اور اسے اس نے پسند کر لیا اب اس سے کبھی ناخوش نہ ہوگا (ابن کثیر ۲/۱۲)

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کو خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات پر یقین ہو وہ دین میں کسی حذف و اضافہ اور نقص کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تکمیل دین اور ختم نبوت نے اس کے نزدیک اس امکان ہی کو قیامت تک کے لئے ختم کر دیا ہے۔

یہ تو ایک اصولی بات ہوئی۔ اس پر بعض اور پہلوؤں سے بھی غور ہو سکتا ہے۔

شریعت کا ایک اہم مقصد خدا کی طرف سے حرام اور حلال کی تعیین بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے وہ ساری چیزیں حلال کر دی ہیں جو طیب اور پاک ہیں، جن کو اس کی فطرت سلیم

پسند کرتی ہے، جو اس کی جسمانی صحت اور اخلاق و روحانیت کے لئے مفید ہیں۔ اسی طرح اس نے ان تمام چیزوں کو حرام ٹھہرا دیا ہے جن کو قبول کرنے سے انسان کی فطرت انکار کرتی ہے، جو اس کی صحت اور کردار پر برا اثر ڈالتی ہیں اور جو خبیث اور ناپاک ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف اس نے یہ بیان فرمایا کہ "وہ ساری پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں"۔ (الاعراف: ۱۵۷)

رہبانیت نے پاک چیزوں کو بھی حرام قرار دے رکھا ہے۔ اسلام نے اسے غیر الٰہی طریقہ بتایا اور کہا "کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان سے پوچھو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جو زیب و زینت نکالی ہے اور کھانے کی صاف ستھری چیزیں پیدا کی ہیں انھیں کس نے حرام کیا؟ ان سے کہو اس دنیا کی زندگی میں یہ اصلاً ایمان والوں ہی کے لئے ہیں اور قیامت کے دن تو خالص ان ہی کے واسطے ہوں گی"۔ (الاعراف: ۳۱-۳۲)

اس نے یہ بھی کہا کہ "جو چیزیں اللہ نے تم پر حرام کی ہیں اس نے تفصیل سے وہ تمہیں بتادی ہیں"۔ (الانعام: ۱۱۹)

اس کے ساتھ اس کے نزدیک یہ صرف خدا کا حق ہے کہ وہ کسی چیز کی حلت یا حرمت کا فیصلہ کرے۔ کسی دوسرے کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہے۔ اس نے صاف کہا "تمہاری زبانیں جو جھوٹ بولتی ہیں ان کی بنا پر یہ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ اس طرح تم اللہ پر جھوٹی تہمت لگاؤ گے۔ جو لوگ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ یہ چند روزہ سامانِ زیست ہے اور اس کے بعد ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔ (النحل ۱۱۶-۱۱۷)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ اس حکم میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے بغیر کسی سندِ شرعی کے نئی بات پیدا کی یا محض اپنی رائے اور خواہش کی بنا پر اللہ نے جس چیز کو حلال کیا اسے حرام قرار دیا اور جسے اس نے حرام ٹھہرایا اسے حلال کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۵۹۰)

جب کوئی شخص حلت و حرمت کا فیصلہ کرنے کا مجاز ہی نہیں ہے اور صرف خدا ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کا فیصلہ کرے اور اس نے اس کی تفصیل بھی کردی ہے تو پھر شریعت میں حذف و اضافہ کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ (یہاں اس اجتہاد سے بحث نہیں ہے جو شریعت کے حلال و حرام کی روشنی میں ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اس کے تابع ہوتا ہے)

ایک اور پہلو سے اس مسئلہ پر سوچئے۔ احکام شریعت کو قرآن مجید نے مختلف مقامات پر "حدود اللہ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ روزے کے احکام کے ذیل میں فرمایا "یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں ان کے قریب نہ جاؤ"۔ (البقرہ: ۱۸۷) طلاق کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا "یہ اللہ کے قائم کردہ حدود ہیں۔ ان سے آگے مت بڑھو"۔ (البقرہ: ۲۲۹) اسی بیان میں آگے فرمایا "یہ اللہ کے قائم کردہ حدود ہیں جنھیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان کرتا ہے"۔ (البقرہ: ۲۳۰) طلاق ہی کے احکام کے ذیل میں ایک اور جگہ فرمایا "یہ اللہ کے قائم کردہ حدود ہیں۔ جو ان حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے"۔ (الطلاق: ۱) ان حدود کی پابندی پر جنت کی خوشخبری اور ان کی خلاف ورزی پر جہنم کی وعید سنائی۔ چنانچہ میراث اور وصیت کے احکام کے سلسلہ میں فرمایا "یہ اللہ کے قائم کردہ حدود ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے وہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کے قائم کردہ حدود سے تجاوز کرے گا اسے وہ جہنم کی آگ میں داخل کرے گا جن میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسواکن عذاب ہے"۔ (النساء ۱۳، ۱۴)

زندگی کے مختلف معاملات میں اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کئے ہیں، جن کی پابندی کی اس نے اتنی تاکید کی ہے اور جس سے تجاوز اور خلاف ورزی کو اس نے اتنی شدت سے منع کیا ہے کیا کوئی مسلمان ان سے قدم باہر رکھنے کی کبھی ہمت کرسکتا ہے اور اگر غفلت میں کبھی ان حدود کو توڑ دے تو اسے جائز قرار دے سکتا ہے یا کسی کو ان کے توڑنے کا مشورہ

دے سکتا ہے؟

عرب کے مشرکوں کے بارے میں قرآن نے کہا "جب انھیں ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اس کو بدل ڈالو" جو لوگ خدا کے دین اور شریعت میں تبدیلی چاہتے ہیں غالباً ان کی ذہنیت بھی کچھ اس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ قرآن نے عرب کے مشرکین کے اس مطالبہ کے جواب میں کہا کہ خدا کے دین میں تبدیلی اس کا پیغمبر بھی نہیں کرسکتا "ان سے کہہ دو کہ میرا یہ کام نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو بس اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے"۔ (یونس: ۱۵)

کیا اس جواب کے بعد بھی کسی صاحبِ ایمان کی طرف سے شریعت میں تبدیلی کا سوال اٹھایا جاسکتا ہے؟

نوادرات مولانا جلیل احسن ندویؒ کمیٹی

انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح نے مولانا جلیل احسن ندویؒ کے نوادرات کی فراہمی کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کے ذمہ مولانا مرحوم کے مخطوطات، مضامین اور فتاوی وغیرہ حاصل کرنا ہے تاکہ مولانا مرحوم پر باضابطہ کام کیا جاسکے متعلقہ کمیٹی ان تمام افراد اور اداروں سے اپیل کرتی ہے جن کے پاس مولانا کے مخطوطات، مضامین، فتاوی وغیرہ موجود ہوں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر ان کو ہدیۃً یا عاریۃً ارسال فرمائیں واپسی کی شرط کی صورت میں متعلقہ چیز انشاء اللہ پوری حفاظت سے واپس کردی جائے گی۔ والسلام

کنوینر: خالد حامدی

پتہ: ادارہ شہادتِ حق، ۱۸۸۱ گلی پتّے والی، سوئیوالان، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲